نسخِ قرآن کی قسم ''نسخ التلاوۃ دون الحکم'' پر اعتراضات کا جائزہ

A Critical Study of the Objections Raised Against Qiraat-e-Shaza

Hafiz Muhammad Abdul Qayyum, Assistant Professor
Sheikh Zayed Islamic Center, University of the Punjab, Lahore

Abstract

Quranic abrogation can be divided into three forms; 1- Abrogation of recitation of the words of a verse as the Quran with its injunction 2- Abrogation of injunction (meaning) but remains recitation of its words as the Quran. 3. The Last one is abrogation of recitation of words of a verse as Quran but its injunction remains valid. This article deals with the last form which is also a kind of Qiraat-e-Shaza (Rare recitation of Quranic verses). The writer has evaluated the objections raised against this last kind of Qiraat.

Key words: Qiraat-e-Shaza; Quranic Sciences; Quranic Exegeses

فقہائے اصولیین نزول قرآن کے وقت امکان وقوعِ نسخ کی تین اقسام بیان کرتے ہیں:

۱۔نسخ التلاوت والحکم ۲۔نسخ الحکم دون التلاوت ۳۔نسخ التلاوت دون الحکم

ذیل میں نسخ کی قسم نسخ التلاوت دون الحکم پر تحقیقی بحث کی جاتی ہے۔

معترضین کا نسخ التلاوت دون الحکم کے وقوع پر یہ اعتراض ہے کہ نص اوراس کا حکم یعنی لفظ اور معنی دونوں ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم ہیں اور یہ کیسے ممکن ہے کہ دونوں میں سے ایک باقی نہ رہے، اس کے جواب میں علامہ بزدوی عقلی اور نقلی طور پر ٹھوس دلائل دیتے ہیں کہ ایسا ممکن ہے کیونکہ نظم کے لحاظ سے حکم کی دو اقسام ہیں:

۱۔حکم کے معنی (الفاظ کے معنی) ۲۔حکم کا اعجاز (الفاظ کا اعجاز)

دونوں مقصود ہیں اور دونوں درست ہیں اور یہ بات عقلی طور پر ممکن ہے کہ حکم کے معنی نہ رہیں مگر اس کا اعجاز باقی رہے جس کو عرفِ عام میں ''نسخ الحکم دون التلاوۃ'' کہتے ہیں جیسے زانیہ کی ابتداً سزا جو مقرر کی گئی تھی وہ اسکو سورۃ النساء کی روشنی میں گھر میں بند کرنا تھا مگر بعد میں سورۃ نور میں نیا حکم آنے کے بعد زانیہ کو گھر میں بند کرنے کا حکم منسوخ ہو گیا مگر وہ آیت قرآن مجید میں موجود ہے۔

اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ حکم (آیت کے معنی) باقی رہے مگر اس کا اعجاز ختم ہو جائے۔جس کو فقہائے اصولیین کی زبان میں ''منسوخ التلاوۃ دون الحکم'' کہتے ہیں۔جس طرح رجم کی سزا کے متعلق حکم ابتداً عہد نبوی میں قرآن مجید کی آیت کے طور پر

قرآن کا حصہ تھا مگر بعد میں اس کا نظم یعنی نظمِ قرآنی ختم ہوگیا۔ اور عہدِ نبوی ہی میں اس کی تلاوت منسوخ ہوگئی مگر اس کا حکم باقی رہا۔

علامہ بزدوی سورۃ مائدہ/ ۸۹ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ﴿فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ﴾ پر زائد لفظ ''متتابعات'' کی مثال دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ جب یہ لفظ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے صحیح طور پر ثابت ہو جائے اور یہ بات معلوم ہو جائے کہ قرآن مجید کا حصہ تھا اور اس روایت میں کوئی عیب نہ ہو تو اس لفظ کو اس بات پر محمول کرنا لازم ہو جائے گا کہ اس کا نظمِ قرآنی منسوخ ہوگیا ہے، مگر اس کا حکم باقی ہے:

"متتابعات" لکنه لما صح عنه الحاقه عنده بالمصحف ولا تهمة فی روایته وجب الحمل علی أنه نسخ نظمه وبقی حکمه" (۱)

علامہ بزدوی نے یہاں ''نظم'' کے ''نسخ'' کی بات کی ہے جو کہ ایک منفرد بات ہے۔ عام طور پر کتبِ اصول میں تلاوت یا لفظ کے نسخ کی بات ہوتی ہے، جیسا کہ علامہ بنّانی نے ''لفظ'' کے نسخ کی بات کی ہے، وہ لکھتے ہیں:

"فان نسخ اللفظ لیس معناه انعدامه بل هو موجود باقٍ" (۲)

اسی طرح محمد بن یوسف جزری (م ۷۱۱ھ) بھی ''نسخ اللفظ دون المعنی'' کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔

مگر علامہ بزدوی نے ''نسخِ نظم'' لکھ کر اس میں بڑی جامعیت پیدا کر دی ہے کیونکہ نظم اور معنی دونوں کے مجموعہ کا نام قرآن ہے۔ ''نظم'' لغت میں لڑی میں موتی پرونے کے معنی میں آتا ہے اور پھر نظمِ قرآنی اللہ کے امر و نہی اور اس کے حکم اور خبر پر دلالت کرنے والا ہے۔ اس طرح یہ سب امور قدیم ہیں یعنی نظمِ قرآنی اللہ کے جس امر، نہی وغیرہ کی نشاندہی کرتا ہے وہ امر، نہی وغیرہ قدیم ہیں۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات قدیم ہے۔ چنانچہ جب ''نظم'' کے ''نسخ'' کی بات علامہ بزدوی نے کی تو اس سے یہ بات بھی لازم آتی ہے کہ وہ آیت قرآن کی قرآنیت سے خارج ہوگیا۔

علامہ بزدوی نے اس بحث کے آخر پر جو سب سے اہم بات کی ہے وہ یہ ہے کہ علامہ فرماتے ہیں کہ ''منسوخ النظم وبقی حکمہ'' کا تعلق وحی کی اجناس (فی اجناس الوحی) میں سے ہے یعنی انہوں نے جنس کا لفظ استعمال کر کے ''منسوخ التلاوۃ دون الحکم'' کو وحی کی ایک مستقل قسم قرار دے دیا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ وحی کی کونسی قسم ہے؟ علامہ بزدوی کے شارح حسام الدین حسین بن علی سغناقی (م ۷۱۴ھ) لکھتے ہیں کہ علامہ بزدوی کی بیان کردہ اقسامِ وحی میں سے یہاں ''وحی ظاہر'' کی تیسری قسم مراد ہے:

"(فی اجناس الوحی) وهو القسم الثالث من الوحی فانه وحی یتبدّی لقلب النبی ﷺ بلاشبهة کما قال الله تعالی ﴿لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰكَ اللّٰهُ﴾ (النسا:۱۰۵) وهو وحی بلانظم وکذلك الوحی الذی هوغیر متلو وحی بلانظم الکتاب، وکذلك الالهام وحی فی حق النبی ؐ یثبت به الحکم ولانظم له''(۳)

اس بات کی وضاحت کچھ اس طرح ہے کہ علامہ بزدوی باب ''تقسیم السنة فی حق النبی ﷺ'' میں وحی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ وحی کی دو انواع ہیں جن میں سے ایک ''ظاہر'' اور دوسری ''باطن'' ہے۔ اسی طرح ''وحی ظاہر'' کی تین ا

قسام ہیں۔ان اقسام میں سے تیسری قسم حسبِ ذیل ہے جس کا تعلق ''منسوخ التلاوۃ دون الحکم'' سے ہے:

"ماتبدّی لقلبه بلاشبهة ولامزاحم ولا معارض بالهام من الله تعالى بأن أراه بنور عنده كما قال جلَّ وعلا: ﴿لِتَحۡكُمَ بَيۡنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰكَ اللّٰهُ﴾ (النساء:١٠٥)"

وحی ظاہر کی تیسری قسم یہ ہے کہ جو نبی کریم ﷺ کے قلب اطہر پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہو اور اس میں کوئی شک وشبہ نہ ہو اور اس بات میں کوئی بھی مزاحم اور معارض نہ ہو کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہے مزید یہ کہ نبی کو اپنے نور کے ذریعے کچھ دکھائے جیسے اللہ فرماتا ہے کہ (تاکہ آپؐ اس چیز کے ساتھ لوگوں کے درمیان فیصلہ کریں جو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو دکھائی ہے)۔(۴)

یعنی وہ کلام جس کو نبی اپنے کلام میں بیان کرے یا قلب پر ظاہر ہو جائے بلا شبہ کہ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے الہام ہے۔(اور اس میں کوئی شبہ نہ ہو) بایں طور کہ اللہ تعالیٰ ایک خاص نور کے ذریعے آپ ﷺ کو دکھلائے، اسی کو الہام سے موسوم کیا گیا ہے، اور الہام والی صورت میں اولیائے کرام بھی شریک ہیں، البتہ فرق یہ ہے کہ انبیائے کرام کے الہام میں خطاء کا احتمال نہیں اور اولیاء کے الہام میں خطاء اور صحت دونوں کا احتمال ہے اور نہ اس سے احکام شرع ثابت ہو سکتے ہیں۔(۵)

اس طرح علامہ بزدوی کے نزدیک ''منسوخ التلاوۃ دون الحکم'' جو حجت ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ وحی کی اقسام میں سے ہے۔

عصر حاضر میں نسخ التلاوت دون الحکم پر اعتراضات کا جائزہ:

نسخ التلاوۃ دون الحکم سے مراد یہ ہے کہ قرآن حکیم کی آیات کی تلاوت بحیثیت قرآن منسوخ کر دی گئیں اور ان کا حکم باقی رکھا گیا۔تلاوت کے منسوخ ہونے اور اس کے حکم کے باقی رہنے کا ثبوت سنت صحیحہ ہے۔قرآن کی آیات کی منسوخی کا علم اور ان کے حکم کے بقا کا ذریعہ احادیث صحیحہ ہیں۔نسخ التلاوۃ دون الحکم کی بحث کرتے ہوئے یہ نکات میں ذہن میں رہنا ضروری ہیں۔

۱۔ جن آیات کو احادیث وسنت سے منسوخ ثابت کیا جاتا ہے ان کے الفاظ کو منزل من اللہ ثابت نہیں کیا جاتا اور نہ یہ دعویٰ ہوتا ہے کہ کسی حدیث میں منقول الفاظِ آیت اللہ کے الفاظ ہیں بکہ حدیث وسنت سے اجمالاً پتا چلتا ہے کہ ان معنی کی آیت نازل ہوئی تھی۔

۲۔ حکم کے باقی رہنے کا اثبات محض اس منسوخ آیت کے الفاظ سے نہیں کیا جاتا بلکہ اس کا ثبوت سنتِ صحیحہ اور عملِ صحابہ سے ہوتا ہے۔

عصر حاضر میں اس مسئلہ کی صحیح تفہیم نہ ہونے کے باعث تحفظات کا اظہار کیا گیا ہے۔ان علماء کے اعتراضات دو قسم کے ہیں۔ان اعتراضات کا ایک حصہ تو یہ ہے کہ ''نسخ التلاوۃ دون الحکم'' کا وقوع ممکن نہیں ہے۔جبکہ دوسرا حصہ حضرت عمرؓ سے مروی آیت رجم کے متعلق ہے اور پھر آیتِ رجم پر اعتراضات کر کے نسخ التلاوۃ دون الحکم کا انکار کر دیتے ہیں۔یعنی جزء کی بنیاد پر

اصل کا انکار۔

آیت رجم کی بنیاد پر نسخ التلاوۃ دون الحکم کا انکار:

حضرت عمرؓ سے مروی روایتِ رجم (الشیخ والشیخة اذا زنیا فارجمو هما البتة) پر اعتراضات کا خلاصہ یہ ہے کہ آیتِ رجم کے مختلف روایات میں مختلف الفاظ ہیں تو اس کا جواب کچھ اس طرح ہے کہ جب یہ منسوخ آیت درجہِ تواتر سے ساقط ہوکر قرآن کے دائرہ سے نکل گئی تو پھر یہ خبرِ واحد کے طور پر معناً روایت ہوتی رہی۔ اس طرح اس آیت کے الفاظ کا وحی کے الفاظ ہونے میں اختلاف ہوسکتا ہے اور نہ ہی کسی فقیہ اور فقہائے اصولیین میں سے کسی نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ یہ صریحاً وحی قرآنی کے الفاظ ہیں، بلکہ علامہ ابوبکر جصاص نے تو اس بات کی وضاحت کی ہے کہ یہ آیت معناً روایت کی گئی ہے۔ با قاعدہ وحی جلی/ ظاہری کے الفاظ نہیں ہیں:

''فانه يحتمل أن يكون أصل الخبر ماذكر فيه أن مما أنزل الله الرجم ثم كان تغيير الألفاظ فيه من جهة الرواة فعبر كل منهم بما كان عنده أنه هو المراد لأن من الرواة من يرى نقل المعنى عنده دون اللفظ''(٦)

علامہ ابن نُجیم نے بھی اس موضوع پر اہم گفتگو کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ''نسخ التلاوۃ دون الحکم'' میں ''حکم'' کی دو اقسام ہیں۔ ایک کا تعلق حکم کے معنی سے اور دوسری کا حکم کے نظم سے ہے جیسے اعجازِ قرآن۔ نماز کی ادائیگی کا جواز، حائضہ اور جُنبی کے لیے نماز کی حرمت وغیرہ کا تعلق معنی سے ہے۔ پھر اس کے بعد فرماتے ہیں کہ دوسری قسم کے لیے یعنی حکم کے نظم کے لیے حضرت عمرؓ سے مروی روایت ''الشیخ والشیخة ......'' کی مثال نہیں دی جاسکتی کیونکہ اس سے تو صرف رجم کے حکم کا اثبات ہوتا ہے۔ جہاں تک اس روایت کے الفاظ کا تعلق ہے تو اس کے الفاظ منزل من اللہ نہیں ہیں۔ اس لیے کہ ایسے الفاظ قرآن کے نظم اور اس کی خوبصورتی سے بعید تر ہیں۔ ابن نجیم خوبصورت الفاظ استعمال کرتے ہیں کہ (اگر چہ یہ الفاظ ابن ہمام سے مستعار لیے گئے ہیں)

''أنه استبعد من طلاوة القرآن''

''یہ قرآن کے حسن ورونق سے بعید تر ہے۔''

ان کی پوری عبارت کچھ اسطرح ہے:

'' نسخ قراءة ابن مسعود مع بقاء حكمه ولأن حكمه على قسمين أحدهمايتعلق بمعناه والآخر يتعلق بنظمه كالأعجاز وجواز الصلاة وحرمته للجنب والحائض فيجوز أن ينسخ أحدهما دون الآخر ولم يمثل للثاني بما عن عمررضی الله عنه: كان فيما أنزل -الشيخ والشيخة اذا زنيا فارجمو هما البتة نكالاً من الله- وبقي حكمه وهو الرجم، من أنه استبعد من طُلاوة القرآن''(٧)

کہا جاتا ہے کہ کوئی مرفوع روایت ایسی موجود نہیں ہے جو یہ بتاتی ہو کہ نبی کریم ﷺ نے اس کی تلاوت منسوخ کرنے اور مصحف سے اس کو خارج کردینے یا اس میں درج نہ کرنے کا حکم دیا ہو۔ اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل روایت ہے جس سے یہ بات

سامنے آتی ہے کہ حضرت عمرؓ نے نبی کریم ﷺ سے آیت رجم مصحف میں لکھنے کی اجازت چاہی تو نبی کریم ﷺ نے منع فرما دیا۔تو یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ اس کے مصحف میں نہ لکھنے سے اس کی تلاوت اور قراءت بھی منسوخ ہوگئی۔البتہ معناً ''رجم'' کے حکم کا اثبات ہوگیا۔روایت کچھ اس طرح ہے:

"عن زيد بن ثابت قال: قد كنا نقرأ: الشيخ والشيخة اذا زنيا فارجمو هما البتة، فقال له مروان، يازيد أفلا نكتبها؟ قال: لا، ذكرنا ذلك وفينا عمر فقال: أسعفكم، قلنا وكيف ذلك؟ قال آتى النبي ﷺ فاذكر ذلك، فذكر آية الرجم، فقال يارسول الله اكتبنى آية الرجم، فأبى، وقال: لاأستطيع الآن"(۸)

اسی طرح یہ کہا جاتا ہے کہ علامہ ابن ہمام نے حضرت عمرؓ سے مروی روایت ''الشیخ والشیخۃ ......'' کا انکار کیا ہے یہ بات درست نہیں۔ابن ہمام اس روایت کے ردوقبول پر بحث نہیں کررہے بلکہ ان کی گفتگو کا خلاصہ کچھ اس طرح ہے کہ سورۃ نور کی آیت ﴿الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا﴾ شادی شدہ محصن کے حق میں سنت سے منسوخ ہے یا حضرت عمرؓ سے مروی روایت ''الشیخ والشیخۃ ......'' سے منسوخ ہے؟۔ابن ہمام فرماتے ہیں کہ زیادہ بہتر یہی ہے کہ آیت سورۃ نور حضرت عمرؓ سے مروی روایت کی بجائے سنت قطعی سے منسوخ قرار دیا جائے۔کیونکہ ابن ہمام کے نزدیک حضرت عمرؓ سے مروی روایت ''الشیخ والشیخۃ ......'' حجتِ ظنی ہے۔جیسا کہ اپنی اصول فقہ کی کتاب ''التحریر فی اصول فقہ'' میں فرماتے ہیں کہ:

"القراء ة الشاذة حجة ظنية" (۹)

جبکہ حجتِ ظنی کے مقابلے میں جب سنتِ قطعی موجود ہو تو بہتر یہی ہے کہ سنتِ قطعی کو ناسخ قرار دیا جائے۔اس طرح ابن ہمام روایت کے ردوقبول پر نہیں بلکہ مختلف دلائل میں سے ایک دلیل کی برتری کی بات کررہے ہیں۔اس بات کا اثبات اس سے بھی ہوتا ہے، کہ ابن ہمام ''التحریر فی اصول الفقہ'' میں لکھتے ہیں:

"ووقع رُوِىَ عن عمر كان فيما أنزل:الشيخ والشيخة اذا زنيا فارجموهما البته نكالاً من الله۔ وحكمه ثابت ولقد استبعد من طلاوة القرآن" (۱۰)

ابن ہمام کے درج بالا الفاظ سے یہ واضح ہورہا ہے کہ ان کے نزدیک زیرِ بحث روایت قابل رد نہیں ہے۔

اسی طرح ابن ہمام فروع الفقہ میں اپنی کتاب ''فتح القدیر'' میں ''منسوخ التلاوۃ دون الحکم' روایات سے استدلال کرتے ہیں۔مثلاً قسم کے کفارہ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ''منسوخ التلاوۃ دون الحکم'' آیات کے الفاظ ''متتابعات'' سے استدلال کرتے ہوئے یہ مؤقف اختیار کرتے ہیں کہ تین روزے تسلسل کے ساتھ بغیر کسی انقطاع کے رکھے جائیں۔(۱۱)

ڈاکٹر مصطفیٰ زید کے آیتِ رجم پر اعتراضات کی نوعیت اسی قسم کی ہے جن کا اوپر ذکر ہوا ہے۔وہ لکھتے ہیں:

"قد ورد فى الرواية عن عمر قوله بشأن آية حد الرجم فيما زعموا: ولولا أن يقال زاد عمر فى المصحف لكتبتها، وهو كلام يوهم أنه لم ينسخ لفظها أيضاً، مع أنهم يقولون انهامنسوخة

اللفظ باقية الحكم! كذلك ورد نص الآية فى الروايات التى أوردته، بعبارات مختلفة، فواحدة منها تذكر قيد الزنا بعد ذكر الشيخ والشيخة، وواحدة لاتذكره، وثالثة تذكر عبارة (نكالاً من الله)، ورابعة لاتذكرها، وماهكذا تكون نصوص الآيات القرآنية ولو نسخ لفظها" (۱۲)

اسی طرح یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ ''نسخ التلاوۃ دون الحکم'' کا تعلق قرآن سے ہے۔ حالانکہ یہ بات تو تمام اصولیین کے نزدیک متفقہ ہے کہ ان کا قرآن مجید سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی یہ موجودہ قرآن کا حصہ ہیں۔ بلکہ یہ آیات عہدِ نبویؐ میں قرآن کا حصہ تھیں مگر عہدِ نبویؐ ہی میں ان کی تلاوت منسوخ ہوگئی تھی۔

کیا نسخ التلاوۃ دون الحکم قرآن کا جزء ہے؟

اسی طرح ڈاکٹر مصطفیٰ زید بھی یہی اعتراض کرتے ہیں کہ ابن ظفر نے اپنی کتاب ''الینبوع'' میں ''نسخ التلاوۃ دون الحکم'' کا یہ کہتے ہوئے انکار کیا ہے، کہ خبر واحد سے چونکہ قرآن ثابت نہیں ہوسکتا لہٰذا اس کا وقوع ناممکن ہے:

"وهذا الدليل الذى ساقه أخيرا، هو الذى حمل ابن ظفر فى الينبوع على انكار نسخ التلاوة مع بقاء الحكم، قائلا: لأن خبر الواحد لايثبت القرآن......
وانما هذا من المنساء لاالنسخ"(۱۳)

مصطفیٰ زید بھی اسی غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ ''نسخ التلاوۃ دون الحکم'' کو قرآن کے جز کے طور پر نقل کیا جا رہا ہے۔ حالانکہ ایسی بات نہیں ہے۔ فقہائے اصولیین میں سے کسی نے یہ موقف اختیار نہیں کیا کہ یہ قرآن کا جز ہیں۔

ڈاکٹر مصطفیٰ زید ایک اور اعتراض یہ نقل کرتے ہیں کہ ابوجعفر النحاس (م ۳۳۸ھ) نے اپنی کتاب الناسخ والمنسوخ فی القرآن الکریم میں لکھتے ہیں کہ ابوعبید قاسم بن سلام (م ۲۲۴ھ) نے اپنی کتاب الناسخ والمنسوخ فی القرآن العزیز میں ''نسخ'' کی تیسری قسم ''نسخ التلاوۃ دون الحکم'' کا ذکر نہیں کیا۔ چنانچہ ابوجعفر النحاس لکھتے ہیں:

"لَمْ يذكر أبو عبيد الاّ هذه الثلاثة وذكر غيره رابعاً فقال: تنزل الآية وتتلى فى القرآن ثم تنسخ فلا تتلى فى القرآن ولا تثبت فى الخط ويكون حكمها ثابتاً كما روى الزهرى، عن عبيد اللّٰه، عن ابن عباس، قال: خطبنا عمر بن الخطاب رضى اللّٰه عنه قال: كنا نقرأ الشيخ والشيخة ان زنيا فارجموهما البتة ـــ" (۱۴)

جبکہ ابوعبید اپنی کتاب الناسخ والمنسوخ فی القرآن العزیز میں لکھتے ہیں کہ کتاب وسنت میں نسخ کی تین اقسام ہیں۔

"وأما النسخ: فان له ثلاثة مواضع فى الكتاب والسنة ولكلها شواهد ودلائل، فأحدها: نسخ القرآن مما يعمل به، وهو علم الناسخ من المنسوخ ولاشاهد عليه ما فسره ابن عباس فى حديثه الذى ذكرناه: أنه ابدال الآية مكان الآية، ثم أوضحه مجاهد فقال: يُثْبَتُ خطها ويُبْدِل حكمها، فهذا هو المعروف عند العالِم أن الآية الناسخة المنسوخة جميعاً ثابتتان فى التلاوة وفى خط المصحف الاّ ان المنسوخة منهما غير معمول بها، والناسخة هى التى أوجب الله

عزّوجلّ علی الناس اتباعها والأخذ بها۔ وأما النسخ الثانی : فان ترفع الآیة المنسوخة بعد نزولها ، فتکون خارجة من قلوب الرجال ومن ثبوت الخط والشاھد علیه أحادیث عدة"(۱۵)

ابوعبیدؒ کی درج بالا عبارت میں نسخ کی دو اقسام کا ذکر ہے۔ ابوعبید کی کتاب ''الناسخ والمنسوخ فی القرآن العزیز'' کا جو نسخہ مدوّن (ایڈٹ) ہوا ہے، اس میں تیسری قسم کا ذکر نہیں ہے، صرف (موضعه) کے الفاظ ملتے ہیں۔ اِس کتاب کے ایڈیٹر محمد بن صالح لفظ (موضعه) کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ:

"الکلام من قوله (موضعه) فما بعده یدل علی السقط فیکون الساقط القسم الثالث من النسخ وھو النقل، من نسخت الکتاب نقلته" (۱٦)

ابوعبید کی زیرِ بحث کتاب میں اگرچہ ''منسوخ التلاوۃ دون الحکم'' کا ذکر نہیں ملتا ہے، مگر ابوعبید کی دوسری کتاب فضائل القرآن میں باقاعدہ ایک باب بعنوان ''باب ذکر ما رُفع من القرآن بعد نزوله ولم یُثْبَتْ فی المصاحف.... '' قائم کیا ہے اور اس میں سترہ (۱۷) روایات نقل کی ہیں جن میں روایتِ رجم (الشیخ والشیخة اذا زنیا) بھی ہے، اور پھر ان روایات کے آخر پر لکھتے ہیں:

"فأما ما جاء من ھذه الحروف التی لم یؤخذ علمها الاّ بالاسناد۔ والروایات التی تعرفها الخاصة من العلماء دون عوام الناس ، فانما أراد أھل العلم منها أن یستشهدوا بها علی تأویل ما بین اللوحین، ویکون دلائل علی معرفة معانیه ، وعلم وجوھه ، وذلك کقراءۃ حفصة وعائشة (حافظوا علی الصلوات والصلاۃ الوسطیٰ) صلاۃ العصر [البقرۃ: ۲۳۸]، وکقراءۃ ابن مسعود (والسارقون السارقات فاقطعوا ایمانهم) [المائدۃ : ۳۸]----" (۱۷)

درج بالا الفاظ سے صاف واضح ہو رہا ہے کہ ابوعبید ''منسوخ التلاوۃ دون الحکم'' قسم کی روایات کے تو قائل ہیں۔

اسی طرح ابوجعفر النحاس بھی ''منسوخ التلاوۃ دون الحکم'' کے قائل تھے۔ جیسا کہ انہوں نے اپنی کتاب ''الناسخ والمنسوخ'' میں قسم رابع کے تحت اس پر بحث کی ہے۔

آخر پر ڈاکٹر مصطفیٰ زید لکھتے ہیں:

"ومن ثم یبقی منسوخ التلاوۃ باقی الحکم مجرد محض، لم یتحقق فی واقعة واحدۃ، ولهذا نرفضه، ونری أنه غیر معقول ولا منقول۔"

ڈاکٹر مصطفیٰ زید کا کہنا ہے کہ ''کسی ایک واقعہ میں بھی 'نسخ التلاوۃ دون الحکم' کا صحیح ہونا ثابت نہیں ہوتا لہذا ہم اس کا انکار کرتے ہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ 'نسخ التلاوۃ دون الحکم' عقلی اور نقلی دونوں طور پر درست نہیں ہے۔''

گزشتہ صفحات میں اصولیین کی مباحث کی روشنی میں عقلی اور نقلی طور پر اس کا امکان ثابت کیا ہے کہ ''نسخ التلاوۃ دون الحکم'' کا وقوع ممکن ہے۔

خلاصہ بحث یہ ہے کہ نسخ کی قسم 'نسخ التلاوۃ دون الحکم' نسخِ قرآن کی ایک مستقل نوع ہے، جس کے وقوع کا عقلی ونقلی طور پر امکان موجود ہے۔ لیکن نسخ التلاوۃ روایات کو قرآن کریم کا جز یا حصہ قرار نہیں دیا جا سکتا اور نہ ہی فقہائے اصولیین میں سے کسی نے ایسی روایات کو قرآن کریم کا جزء قرار دیا ہے۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ بزدوی، کنز الوصول الی معرفۃ الاصول، ص۲۲۶، میر محمد کتب خانہ کراچی۔

۲۔ محمد بن یوسف جزری، معراج المنهاج شرح منهاج الوصول للقاضی ناصر الدين بيضاوی، ص۳۷۷، دار ابن حزم، بیروت،۲۰۰۳۔

۳۔ بنّانی، عبدالرحمٰن بن جاداللہ، حاشية العلامة البنانی علی شرح الجلال شمس الدين محمد بن احمد محلی، ج۲۔ص۱۱۶، دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۹۹۸۔

۴۔ بزدوی، کنز الوصول، ص۲۳۰۔۲۲۹، علامہ فناری (م۔۸۳۴ھ) اور دیگر علماء کے نزدیک بھی وحی کی یہی اقسام ہیں، دیکھو: علامہ شمس الدین محمد بن حمزہ بن محمد الفناری الرومی، فصول البدائع فی اُصول الشرائع، ج۲، ص۲۳۱، دار الکتب العلمیہ، ۲۰۰۶ء۔

۵۔ سغناقی، حسام الدین، الکافی شرح بزدوی، ۱۵۴۴/۳، مکتبہ الرشد، ریاض، ۲۰۰۱ء۔

۶۔ جصاص، ابوبکر، الفصول فی الاصول، ج۲، ص۲۶۰، باب:فی نسخ التلاوة مع بقاء الحكم، طبعہ ثانیہ ۱۹۹۴ء۔

۷۔ ابن نجیم، زین الدین بن ابراہم، فتح الغفار بشرح المنار المعروف بمشكاة الأنوار فی اصول المنار، ج۲، ص۱۳۵۔ مطبعہ مصطفیٰ البابی الحلبی، مصر، ۱۹۳۶ء۔

۸۔ ابن ہمام، التحریر، ص۲۹۹، مصطفیٰ البابی الحلبی، مصر، ۱۳۵۱ھ۔

۹۔ ابن ہمام، التحریر فی اصول الفقہ، ص ۳۸۹۔

۱۱۔ دیکھو، ابن ہمام، محمد بن عبدالواحد، شرح فتح القدير على الهداية، ج۵، ص۷۶، كتاب الأيمان، فصل فی الكفارة،